رسول اکرم ﷺ نہج البلاغہ کی روشنی میں

سید حسنین عباس گردیزی ☆

رسول اللہ ﷺ اسوہ حسنہ:

معاشرے کو قابل عمل نمونے (آئیڈیل) کی ضرورت ہوتی ہے جس کی پہچان لازمی ہے ۔قرآن مجید اسلامی معاشرے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو اعلیٰ ترین نمونہ (اسوہ) قرار دیتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

''لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' [1]

''تمہارے لیے بہترین نمونہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔''

لہذا انتہائی ضروری ہے کہ معاشرے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ کی ذات کے مختلف پہلوؤں کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے اور اُسے معاشرے کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ معاشرہ ان سے الہام لیتے ہوئے ترقی اور سعادت کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

امیر المومنین علی - نے اسی بات پر زور دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

'وَلقد کان فِی رَسُولِ اللّٰهِ (صلّی الله علیه و آله) کافٍ لَکَ فِی الْاسُوَةِ وَدَلِیلٌ لَکَ عَلٰی ذَمِّ الدُّنیا وعَیبِهَا و کَثْرَةِ مَخَازِیهَا ، ومَسَاوِیهَا،اِذ قُبِضَت عَنْهُ اَطْرَ فُهَا وَوُطِّئَتْ لِغَیرِہ اَکْنَا فُهَا وَفُطِمَ عَنْ رَضَا عِهَا وَزُوِیَ عَنْ زخارِ فِهَا '' [2]

''یقیناً رسول اکرم ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے آپ کی ذات دنیا کے عیوب اور اس کی ذلت و رسوائیوں کی کثرت کو دکھانے کے لیے راہنما ہے اس لیے کہ آپ سے دنیا کے دامنوں کو سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لیے اس کی وُسعتیں ہموار کر دی گئیں آپ کو اس کے منافع سے الگ رکھا گیا اور اس کی آرائشوں سے کنارہ کش کر دیا گیا۔''

اسی خطبے میں آپ کے اُسوہ ہونے اور اس کی پیروی کرنے کی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ چیئرمین نور الہدیٰ ٹرسٹ، پرنسپل جامعۃ الرضا، بہارہ کہو، اسلام آباد

''فَتَأَسَّ بنَبِیّکَ الْاَ طیَبِ الاَ طْهَرِ صلی الله علیه و آله فَاِنَّ فِیه اُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّی ، وعَزَآءً لِمَنْ تَعَزّٰی وَاَحَبُّ العِبَادِ اِلَی اللّٰهِ الْمُتَأَ سِّیْ بِنَبِیّهٖ، وَالْمُقْتَصُّ لِاَ ثَرِهِ،قَضَمَ الدُّنیا قَضْماً وَلَمْ یُعْرِهَا طَرْفاً اَهْضَمَ اَهْلَ الدُّینا کَشْحاً وَاَخْمَصَهُمْ مِنَ الدُّنیا بَطْناً عُرِضَتْ عَلَیْهِ الدُّینا فَاَبیٰ اَنْ یَقْبَلَهَا ، وَعَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ اَبْغَضَ شَیْئاًفَاَبْغَضَهُ و حَقَّرَ شئیاً فَحَقَّرَهُ ،وصَغَّرَ شَیاً فَصَغَّرهُ .وَلَو لَمْ یَکُنْ فِیْنَا اِلَّا حُبُّنَا ما اَبْغَضَ اللّٰهُ وَرَسُولُه ،وتعظیماً ما صَغَّرَاللّٰهُ ورَسُولُه لَکَفٰی بِهٖ شِقَاقًا لِلّٰهِ وَمُحَادَّةً عَنْ اَمْ اللّٰهِ ''[۳]

''تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والوں کے لیے بہترین نمونہ اور صبر وسکون کے طلب گاروں کے لیے بہترین سامان صبر وسکون ہے،اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے رسول کی پیروی کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے ۔انہوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم پیٹ رہنے والے اور شکم تہی میں بسر کرنے والے تھے۔ان کے سامنے دنیا کی پیشکش کی گئی تو انہوں نے اُسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو پسند نہیں کیا تو آپ نے بھی اُسے ناپسند کیا ہے اور اللہ نے ایک چیز کو حقیر سمجھا ہے تو آپ نے بھی اُسے حقیر ہی سمجھا ہے اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے بھی اُسے پست قرار دیا ہے اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا اور رسولؐ کے مبغوض کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا اور رسولؐ کی نگاہ میں چھوٹے اور حقیر کو عظیم اور بڑا سمجھنے لگیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لیے یہی عیب کافی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی نبوت وعدہ الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا وعدہ دیا تھا اور گزشتہ انبیاء کی زبانی آپؐ کی خبر دی تھی پس اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اُسے تکمیل کیا جس کی خبر پہلے دی تھی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور لوگوں کو آپؐ کے بارے میں بشارت دیں اور جب آپ کو پائیں تو پیروی کریں قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں جو انبیاء کے میثاق کی بات کی ہے وہ اسی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ “[۴]

”اور اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر آئندہ رسول تمہارے پاس آئے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرے تو تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنا ہوگی۔ پھر اللہ نے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے عہد کی ذمہ داری لیتے ہو انہوں نے کہا ہاں! ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا: پس تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔“

امیر المومنین نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

”اِلٰى اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ سبحانه محمّدًا رسولَ اللّٰهِ صلّىٰ الله عليه وَآله وسلم لِاَ نجاز عِدَتِهِ واتْمام نُبُوَّتِهِ مأخوذاً عَلَى النَّبِيّنَ ميثاقُه مَشْهُورةً سِماتُهُ كريمًا مِيْلادُهُ “

”یہاں تک کہ اللہ سبحانہ نے ایفائے عہد اور اتمام نبوت کے لیے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا جن کے متعلق نبیوں سے عہد و پیمان لیا جا چکا تھا۔ جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔“

اسی مطلب کو امیر المومنین علی - نے ایک اور مقام پر واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سے پہلے آنے والے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ ہمارے نبی کے مبعوث ہونے کی خبر اور ان کے فضائل اپنی اپنی امتوں کو بیان کریں اور انہیں ان کے آنے کی بشارت اور تصدیق کرنے کا حکم دیں۔[۵]

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں کی سیاسی اور معاشرتی حالت:

امیر المومنین علی - خطبہ نمبر ا میں فرماتے ہیں:

”وَاَهْلُ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَاَهْوَآءٌ مُنْتَشِرَةٌ وَطَرَآئِقُ مُتَشَتِّتَةٌ بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِلّٰهِ بِخَلْقِهِ اَوْ مُلْحِدٍ فِي اسْمِهِ اَوْ مُشِيْرٍ اِلٰى غَيْرِهِ فَهَدَاهم بِهِ مِنَ الضَّلالَةِ وَاَنْقَذَهُمْ بِمَكانِهِ مِنَ الجَهالَةِ“[۶]

”اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور الگ الگ راستوں پر گامزن تھے۔ اس طرح سے کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے

کچھ اُسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ پس خداوند عالم نے آپؑ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور آپ کے وجود سے جہالت سے باہر نکالا۔"

خطبہ نمبر۲ میں انہوں نے عربوں کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں:

"وَالنّاسُ فِی فِتَنٍ انْجَذَمَ فِیْهَا حَبْلُ الدِّین وتَزَعْزَعَتْ سَوَارِی الیَقِیْن وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ وتَشَتَّتَ الاَمْرُ وضَاقَ المَخْرَجُ وعَمِیَ المَصْدَرُ فالْهُدیٰ خَامِلٌ وَالْعَمَیٰ شامِلٌ عُصِیَ الرَّحمٰنُ ونُصِرَ الشَّیْطانُ وخُذِلَ الاِیْمٰانُ فَانْهَارَتْ دَعَائِمُهُ،وتنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ ودَرَسَتْ سُبُلُهُ وعَفَتْ شُرُكُهُ اَطَاعُوا الشَّیْطانَ فَسَلَكُوا مَسَالِكَهُ ووَرَدُوا مَنَاهِلَهُ ،بِهِمْ سَارَتْ اَعْلَامُهُ وَقَامَ لِوَاؤُهُ فِی فِتَنٍ دَاسَتْهُمْ بِاَخْفَافِهَا ،وَوَطِئَتْهُمْ بِاَظْلَافِهَا ،وقَامَتْ عَلیٰ سَنَابِكِهَا فَهُمْ فِیْهَا تَائِهُونَ حائِرُوْنَ جَاهِلُونَ مَفْتُونُونَ فِی خَیْرِ دارٍ ،وشَرِّ جِیْرَانٍ ،نُوْمُهُمْ سُهُودٌ وكُحْلُهُمْ دُمُوعٌ بِاَرْضٍ عَالِمُهَا مُلْجَمٌ وجَاهِلُهَا مُكْرَمٌ "۔[۷]

"یہ بعثت اس وقت ہوئی جب لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جن سے ریسمان دین ٹوٹ چکی تھی ،یقین کے ستون متزلزل ہو گئے ،اصول میں شدید اختلاف تھا اور امور میں سخت انتشار ،مشکلات سے نکلنے کے راستے تنگ وتاریک ہو گئے تھے ،ہدایت گمنام تھی اور گمراہی برسرعام ،رحمٰن کی نافرمانی ہو رہی تھی اور شیطان کی نصرت ،ایمان یکسر نظر انداز ہو گیا تھا ،اس کے ستون گر گئے تھے اور آثار نا قابل شناخت ہو گئے تھے ،راستے مٹ گئے تھے اور شاہرائیں بے نشان ہو گئی تھیں لوگ شیطان کی اطاعت میں اسی کے راستے پر چل رہے تھے اور اسی کے چشموں پر وارد ہو رہے تھے انہیں کی وجہ سے شیطان کے پرچم لہرا رہے تھے اور اس کے علم سر بلند تھے ،یہ لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جنہوں نے انہیں پیرون تلے روند دیا تھا اور سُموں سے کچل دیا تھا اور خود اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ فتنوں میں حیران وسرگرداں اور جاہل وفریب خوردہ تھے ایک ایسے گھر (مکہ) میں یہ لوگ تھے جو خود اچھا مگر اس کے بسنے والے بُرے تھے ،جہاں نیند کی بجائے بیداری اور سُرمے کی جگہ آنسو تھے ،اس سرزمین پر عالم کے منہ میں لگام تھی اور جاہل معزز وسرفراز تھا۔"

حضرت علی -مزید ان کے حالات ایک اور مقام پر یوں فرماتے ہیں۔

"بَعَثَهُ وَالنَّاسُ ضُلَّالٌ فِی حَیْرَةٍ وخاطِبُونَ فِی فِتْنَةٍ ،قَدِ اسْتَهْوَتْهُمُ الْاَهْوَاءُ

واسْتَزَلَّتهُمُ الْكِبْرِياءُ ، واسْتَخفَّتْهُمُ الْجاهِلِيَّةُ الجَهْلاءُ حَيارىٰ فِي زِلْزالٍ مِنَ الآمْرِ وَبَلاءٍ مِنَ الجَهْلِ و مَبالَغَ صلى الله عليه وآله فِي النَّصِيحَةِ ومَضَى عَلَى الطَّرِيْقَةِ، وَدَعا اِلَى الحِكْمَةِ والمَوْعِظَةِ الحَسَنَةِ ''[۸]

''اللہ سبحانہ نے آپ ﷺ کواس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی میں سرگرداں تھے فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، خواہشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی، جاہلیت نے انہیں سبک سر بنا دیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں میں حیران وسرگرداں تھے۔ آپؐ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کی طرف دعوت دی۔''

امیرالمومنین علی - نے اپنے دیگر خطبات میں بھی ان کے حالات کی تصویر کشی کی ہے۔[۹]

آپ نے ایک اور مقام پر جاہلیت عرب کی وضاحت فرمائی ہے۔

''یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو عالمین کے لیے عذاب الٰہی سے ڈرنے والا اور اپنی وحی کا امین' بنا کر بھیجا ہے۔ اے گروہ عرب! اُس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے، کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بودوباش رکھتے تھے تم گدلا پانی پیتے تھے اور غلیظ غذا استعمال کرتے تھے ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور قرابتداروں سے قطع تعلق کرتے تھے، بت تمہارے درمیان گڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔''[۱۰]

یہ جملے جناب امیر - نے عربوں کی تحقیر کرنے کے لیے نہیں فرمائے تھے بلکہ آپ نے چاہا کہ عظیم نعمتیں انہیں یاد دلائیں بالخصوص عربوں کے لیے عظیم ترین افتخار رسول اکرمؐ کا ان کے درمیان مبعوث ہونا، انہیں یاد دلائیں یہ وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ کو ان کے درمیان بھیجا جن کی وجہ سے جہالت اور گمراہی کا اندھیرا چھٹ گیا اور ہر طرف آپ کے نور سے اجالا چھا گیا اور عرب دنیا تہذیب وتمدن کا گہوارہ بن گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد:

امیرالمومنین علی - نے اپنے مختلف بیانات میں آنحضرتؐ کی بعثت کے مقاصد یوں بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ حق کی طرف دعوت دینا:

''اَرْسَلَهُ دَاعِياً اِلَى الحَقِّ وَشَاهِدًا عَلَى الخَلْقِ ''[۱۱]

''اللہ نے پیغمبر اکرم ﷺ کو اسلام اور حق کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا''

۲۔ لوگوں کو عذاب الٰہی سے متنبہ اور ڈرانے کے لیے:

''اِنَّ اللّٰہ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلّی اللّٰہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَذِیرً لِّلعٰالَمِینَ وَاَمِینًا عَلَی التَّنزِیلِ ''[۱۲]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا''

۳۔ بت پرستی اور اطاعت شیطان کی ذلتوں سے نکالنا:

''فَبَعَثَ اللّٰہُ محمّداً ،صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ بِالحقّ لِیُخرِجَ عِبَادَۃُ الاوثَانِ اِلٰی عبادَۃ ،وَمَنْ طَاعَۃِ الشَّیطَانِ اِلیٰ طاعَتِہٖ ،بِقُرآنٍ قَدْ بَیَّنَہُ وَاَحکَمَہُ لِیُعْلَمَ العِبَادُ رَبَّھُمْ اِذجَھِلُوہُ ، وَلِیُقِرُّوا بِہٖ اذجَحَدُوہُ ولِیُثْبِتُوہُ بَعْدَ اِذْانکَرُوہ''[۱۳]

''پروردگار نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمٰن کی اطاعت کرائیں اس قرآن کے ذریعہ جسے اُس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تا کہ بندے اپنے رب سے جاہل و بےخبر رہنے کے بعد اُسے پہچان لیں، ہٹ دھرمی اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین اور اقرار کریں۔۔ ''

۴۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا:

''ثُمَّ اِنَّ اللّٰہ سبحانہ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلّی اللہ علیہ و آلہ بالحَقِّ حین دَنَا من الدُّنیا الا نقِطَاعُ ، وَاَقبَلَ الآ خِرَۃِ الا طِّلَاعُ.....جَعَلَہُ اللّٰہُ بَلاغاً لِرِسَالَتِہٖ ،وَکَرَامَۃً لِاُمَّتِہٖ ، وَ رَبِیعاًلِاَھلِ زَمانِہٖ ورِفْعَۃً لِاَ عْوَانِہٖ وَشَرَفاً لِاَ نصَارِہٖ ''[۱۴]

''اس کے بعد اللہ سبحانہ نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب دنیا فنا کی منزل کے قریب تر ہوگئی اور آخرت سر پر منڈلانے لگی۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے انہیں پیغام رسانی کا وسیلہ، امت کی کرامت، اہل زمانہ کی بہار، اعوان وانصار کی بلندی کا ذریعہ اور ان کا یار و مددگار افراد کی شرکت کا واسطہ قرار دیا''

دوران رسالت، رسول اللہ ﷺ کی جانفشانی اور جدوجہد:

رسول خدا ﷺ نے اپنی بعثت کے اہداف کو کس طرح حاصل کیا اور الٰہی اہداف کو کیسے پایہ تکمیل تک پہنچایا، اس بارے میں حضرت امیر المومنین - فرماتے ہیں:

''اَرْسَلَهُ داعِياً اِلَى الحَقِّ وشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ مَبَلَّغَ رِسَالا تِ رَبِّهٖ غَيْرَ وَانٍ ولا مُقَصِّرٍ وَجَاهَدَ فِى اللّٰهِ اَعْدَاءَ هُ غَيْرَ وَاهِنٍ ولا مُعَذِّرٍ اِمَامُ مَنِ اتَّقىٰ وَبَصَرُ مِنِ اهْتَدىٰ''[15]

''اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو حق کی طرف بلانے والا، اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا تو آپؐ نے پیغام الٰہی کو مکمل طور پر پہنچا دیا نہ اس میں کوئی سستی کی نہ کوتاہی، اور اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا اور اس میں نہ کوئی کمزوری دکھائی اور نہ کسی حیلہ اور بہانہ کا سہارا لیا، آپؐ متقین کے امام اور طالبان ہدایت کے لیے آنکھوں کی بصارت تھے۔''

حضور ﷺ کی جدوجہد کے متعلق فرماتے ہیں:

''اَرْسَلَهُ بِوُجُوبِ الحُجَجِ، وظُهُورِ الفَلَجِ، وَاِيْضَاحِ المَنْهَجِ، فَبَلَّغَ الرِّسالَةَ صَادِعاً بِهَا وحَمَلَ عَلَى المَحَجَّةِ دَالًّا عَلَيْهَا وَاَقَامَ اَعْلَامَ الِا هْتِدَاءِ ومَنَارَ الضِّيَاءِ، وَجَعَلَ اَمْرَ اسَ الِاسْلامِ مَتِينَةً وَعُرَىٰ الاِيْمانِ وَثِيقَةً''[16]

''اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ناقابل انکار دلیلوں، واضح کامرانیوں اور راہ (شریعت) کی راہنمائیوں کے ساتھ بھیجا آپ نے اس کے پیغام کو واشگاف انداز میں پیش کر دیا اور لوگوں کو سیدھے راستے کی راہنمائی کر دی۔ ہدایت کے نشان قائم کر دیے اور روشنی کے منارے استوار کر دیے اسلام کی رسیوں کو مضبوط بنا دیا اور رایمان کے بندھنوں کو مستحکم کر دیا۔

آنحضرتؐ کا خاندان اور ان کا مقام و مرتبہ:

خطبہ ۱۶۱ میں بیان کرتے ہیں:

'' اِبْتَعَثَهُ بِالنُّورِ المُضِيءِ، والبُرْهَانِ الجَلِيِّ وَالمِنْهاجِ البَادِى، والكِتَابِ الهَادِىْ، اُسْرَتُهُ خَيْرُ اُسْرَةٍ وَشَجَرَتَهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ، اغصا نُهَا مُعْتَدِ لَةٌ، وَثِمَارُ ها مُتَهَدِّ لَةٌ ''[17]

''پروردگار نے آنحضرتؐ کو روشن نور (واضح دلیل) نمایاں راستہ اور ہدایت کرنے والی کتاب کے ساتھ بھیجا، آپؐ کا خاندان بہترین خاندان اور آپؐ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے، جس کی شاخیں معتدل ہیں اور ثمرات دسترس کے اندر ہیں۔''

خطبہ ۱۰۶ میں بیان فرمایا ہے:

''اِخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الْاَ نْبِيَاءِ مِشْكَاةِ الضِّيَاءِ وَذُؤَابَةِ الْعَلْيَاءِ وَسُرَّةِ الْبَطْحَاءِ ومَصَابِيحِ الظُّلْمَةِ، وِيَنَابِيعِ الحِكْمَةِ''[18]

''رسول خدا ﷺ کو اس نے انبیاء کے شجرہ، روشنی کے مرکز (آل ابراہیم) بلندی کی جبیں (قریش) بطحاء کی ناف (مکہ) اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سر چشموں سے منتخب کیا۔''

خطبہ ۹۲ میں بیان کرتے ہیں:

''انبیاء کرام کو پروردگار نے بہترین مقامات پر ودیعت رکھا اور بہترین منزل میں ٹھہرایا، وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے، جب ان میں سے کوئی گزرنے والا گزر گیا تو دین خدا کی ذمہ داری بعد والے نے سنبھال لی یہاں تک کہ یہ الٰہی شرف حضرت محمد ﷺ تک پہنچا اس نے انہیں بہترین نشوونما والے معدنوں اور ایسی اصلوں سے جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہت باوقار تھیں، پیدا کیا اس شجرہ سے جس سے بہت سے انبیاء پیدا کیے اور اپنے امین منتخب فرمائے، پیغمبرؐ کی عترت، بہترین عترت اور ان کا خاندان شریف ترین خاندان ہے، ان کا شجرہ وہ بہترین شجرہ ہے جو سر زمین حرم پر اُگا ہے اور بزرگی کے سایہ میں پروان چڑھا ہے، اس کی شاخیں بہت طویل ہیں اور اس کے پھل انسانی دسترس سے بالاتر ہیں۔''[19]

توصیف وتعریف:

''حضرت رسول خدا ﷺ کے حقیقی اوصاف اور آپکی سچی تعریف اور دقیق ہے کہ انسان اس کی سحرانگیزی اور معنی کی گہرائی میں ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے، چنانچہ امیرالمومنین -خطبہ نمبر ۱۰۵ میں آنحضرتؐ کی یوں تعریف کرتے ہیں۔''

''حَتَّى بَعَثَ اللهُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وآله، شهيداً وبَشِيراً، ونَذِيراً، خَيرَ البَرِّيةِ طِفلاً، وانْجَبَهَا كَهْلاً، وَاَطْهَرَ الْمُطَهَّرِيْنَ شِيْمَةً، وَاَجْوَدَ الْمُسْتَمطَرِيْنَ دِيمَةً''[20]

''یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو امت کے اعمال کا گواہ، ثواب کی بشارت دینے والا، اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا، جو بچپن میں بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی اشرف کائنات تھے، عادات کے اعتبار سے تمام پاکیزہ افراد سے زیادہ پاکیزہ اور باران رحمت کے اعتبار سے ہر سحاب رحمت سے زیادہ کریم وجواد تھے''

ایک اور مقام پر آپؐ کی مدح یوں کرتے ہیں:

''فَهُوَ اِمامُ مَنِ اتَّقٰی،وبَصیرَةٌ مَنِ اهْتَدیٰ،سراجٌ لَمَعَ ضَوءُهُ،وَشِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ و زَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ،سِیرَتُهُ الْقَصْدُ،وسُنَّتُهُ الرُّشْدُو کَلامُهُ الْفَصْلُ،وحُکْمُهُ الْعَدْلُ،اَرْسَلَهُ عَلیٰ حِیْنَ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَهَفْوَةٍ عَنِ العَمَلِ،غَبَاوَةٍ مِنَ اْلامَمِ ''[۲۱]

''آپؐ اہل تقویٰ کے امام اور طالبان ہدایت کے لیے سرچشمہ بصیرت ہیں،آپ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لَو دے رہی ہے اور ایسا ستارہ جس کا نور درخشاں ہے اور ایسا چقماق ہیں جس کی چمک شعلہ فشاں ہے،ان کی سیرت میانہ روی،سنت رشد وہدایت، ان کا کلام حرف آخر اور ان کا فیصلہ عادلانہ ہے،اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس وقت بھیجا جب انبیاءؑ کا سلسلہ موقوف تھا اور بدعملی کا دور دورہ تھا،اور امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔''

ایک اور مقام میں بیان فرمایا:

''بزرگی اور شرافت کے معدنوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں آپؐ کا مقام بہترین مقام اور آپ کی نشو ونما کی جگہ بہترین منزل ہے،نیک کرداروں کے دل آپؐ کی طرف جھکا دیئے گئے اور نگاہوں کے رخ آپؐ کی طرف موڑ دیے گئے،اللہ نے آپؐ کے ذریعہ کینوں کو دفن کر دیا اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیئے،لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور کفر کی برادری کو منتشر کر دیا اہل ذلت کو باعزت بنا دیا،اور کفر کی عزت پر اکڑنے والوں کو ذلیل کر دیا،آپ کا کلام شریعت کا بیان اور آپ کی خاموشی احکام کی زبان'' [۲۲]

رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے مکارم اخلاق:

رسول اکرم ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے:

''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ''[۲۳]

''بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں''

خود آپؐ نے اپنی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل قرار دیا ہے،آپ کا فرمان ہے:

''اِنَّما بعثت لاُتَمِّمَ مَکَارِمِ اَلاخْلَاقِ ''[۲۴]

یہ اخلاق کی اہمیت اور عظمت کی دلیل ہے اسی طرح آپ انہی اعلیٰ اخلاق وصفات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں،نہج البلاغہ میں جو آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کا تذکرہ ہے انہیں یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

زہد و پارسائی:

حضرت علی-فرماتے ہیں:

’’قَدْ حَقَّرَ الدُّنُيَا وَصَغَّرَ هَا وَأَهْوَنَ بِهَا وَهَوَّنَهَا ،وَعَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ زَوَاهَا عَنْهُ اَخْتِيَاراً،وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهِ احْتِقَاراً،فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنُيَا بِقَلْبِهِ،وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ ،وَأَحَبَّ أَن تَغِيبَ زِينَتُهَاعَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَمِنُهَا رِيَاشاً ،أَو يَرْجُوَ فِيهَا مَقَاماً ،بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِراً،وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِراً،وَدَعَا اِلَى اَلْجَنَّةِ مُبَشِّراً، وَخَوَّفَ مِنَ النَّارِ مُحَذِّراً‘‘[۲۵]

’’آپؐ نے اس دنیا کو ذلیل وخوار سمجھا اور پست وحقیر جانا اور یہ جانتے تھے اللہ نے آپ کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے اوراس دنیا کوآپ سے الگ رکھا ہےاور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لیےاس کا دامن پھیلا دیا ہےلہذا آپ نے دنیاسے دل سے کنارہ کشی اختیار کر لی اوراس کی یادکودل سے بالکل نکال دیااور یہ چاہا کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ لباس زیب تن فرمائیں اور کسی نہ خاص مقام کی امید کریں،آپ نے پروردگار کے پیغام کوپہنچانے میں سارے عذراور بہانے برطرف کردیئے اورامت کوعذاب الٰہی سے ڈراتے ہوئےنصیحت فرمائی جنت کی بشارت سنا کراس کی طرف دعوت دی اور جہنم سے بچنے کی تلقین کرکےخوف پیدا کرایا‘‘

اس بارے میں آنحضرتؐ کی سیرت کو بیان کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں

’’وَلَقَدْكَانَ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ،يَأْكُلُ عَلَىٰ اْلَأ رضِ ،وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ اَلْعَبْدِ ،وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ ،وَيَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ،وَيرْكَبُ اَلْحِمَارَ اَلْعَارِیَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ وَيَكُونُ السَّتْرُ عَلَىٰ بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ ،فَيَقُولُ : (يَا فُلَانَةُ لِاِحْدَىٰ أَزْوَاجِهِ غَيِّبِيهِ عَنِّی ،فَاِنِّي اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَزَخَارِفَهَا)فَأَعْرَضَ عَنِ اَلدُّنْيَا بِقَلْبِهِ،وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ ،وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنِ عَيْنِهِ ،لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً ،وَلَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً،وَلَايَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً ،فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ ، وَأَشْخَصَهَاعَنِ اَلْقَلْبِ،وَغَيَّبَهَاعَنِ اَلْبَصَرِ وَكَذٰلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْأً أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ ،وَأَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ ‘‘[۲۶]

’’رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھےاور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھےاوراپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگائے تھےاور بے پالان گدھے پرسوار ہوتے تھےاوراپنے پیچھے کسی کوبیٹھا بھی لیتے تھے،گھر کے دروازے پر ایک دفعہ ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اپنی ایک زوجہ سے فرمایا کہ

اسے میری نظروں سے ہٹا دو، جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آ جاتی ہیں، آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ ان سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اُسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اُس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں، انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اُسے اوجھل رکھا تھا یونہی جو شخص کسی شے کو بُرا سمجھتا ہے تو اُسے نہ دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے''

حسن سلوک اور مہربانی:

قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کی بہترین اخلاقی خصوصیت حسن سلوک اور مہربانی وعطوفت بیان کرتا ہے، آپؐ نے اپنی اسی خصوصیت کی بنا پر بہت سے دلوں کو اپنی طرف جذب کیا اور انہیں ہدایت کے چشمہ سے سیراب کیا، ارشاد ہوتا ہے۔

''فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نفَضُّوْ مِنْ حَوْلِكَ ''[۲۷]

''پس آپ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان کے لیے نرم خو اور مہربان ہیں اگر آپ سخت اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپؐ کے اردگرد سے دُور ہو جاتے''

حضرت علی -آنحضرتؐ کی اسی خصوصیت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

''وَاَطْهَرَ الْمُطَهَّرِينَ شِيمَةً، وَاَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيمَةً''[۲۸]

''عادات کے اعتبار سے آپؐ تمام پاکیزہ افراد سے پاکیزہ اور باران رحمت کے اعتبار سے ہر سحاب رحمت سے زیادہ کریم وجواد تھے۔''

لوگوں کی خیر خواہی اور ہمدردی:

قران مجید نے اپنی دو آیتوں میں رسول خدا ﷺ کی اس صفت کے بارے میں بیان فرمایا:

''لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ''[۲۹]

''فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفاً''[۳۰]

حضرت علی -نہج البلاغہ میں ذکر کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی وضلالت میں حیران وسرگردان تھے اور فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، نفسانی خواہشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ان کے

قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی اور بھر پور جاہلیت نے ان کی مت ماردی تھے اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے''

''فَبَالَغَ صلی اللهُ عیله و آله وسلّم فِی النَّصِیْحَةِ ومَضٰی عَلَی الطَّرِیْقَةِ ، وَدَعَا اِلَی الحِکْمَةِ والمَوْعِظَةِ الحَسَنَةِ''[۳۱]

''چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف دعوت دیتے رہے''

آنحضرتؐ ایسے طبیب تھے جو خود بیماروں کے پاس چل کر جاتے تھے اور ان کا روحانی معالجہ کرتے تھے اس بارے میں امیر المومنین- نے فرمایا:

''طبیبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ اَحْکَمَ مَرَاهِمَهُ ،وَاَحْمَیٰ مَوَاسِمَهُ یَضَعُ ذٰلِکَ حَیْثُ الحَاجَةُ اِلَیْهِ ، مِنْ قُلُوبٍ عُمْیٍ ،وَآذانٍ صُمٍّ،وَاَلْسِنَةٍ بُکْمٍ مُتتبعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الغَفْلَةِ وَمَوَاطِنَ الحَیْرَةِ''[۳۲]

''آپ وہ طبیب تھے جو اپنی طبابت کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو، جس نے اپنے مرہم کو درست کر لیا ہو اور داغنے کے آلات کو تپا لیا ہو، وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو اور دوا لیے ایسے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔''

شجاعت و بہادری:

امیر المومنین علی -کہ جو خود 'اشجع الناس' تھے وہ آنحضرتؐ کی شجاعت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

''کُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبُاْسُ اتَّقَیْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صلّیٰ اللّٰهُ عَلَیْهِ وآله وسلّم فَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِنَّا اَقْرَبَ اِلَی العَدُوِّ مِنْهُ''[۳۳]

''ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ جب جنگ میں شدت پیدا ہو جاتی اور دو گروہ برسرپیکار ہو جاتے تو ہم آنحضرتؐ کی پناہ میں آجاتے اور آپ کو اپنی سپر قرار دیتے کیونکہ آپؐ کے علاوہ کوئی بھی دشمن کے قریب نہ ہوتا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت پر امیر المومنین -کے تاثرات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا:

''بَاَبِیُ اَنْتَ وَاُمِّی یا رَسُولَ اللّٰهِ ! لَقَدْ اِنْقَطَعَ بِمَوْتِکَ مالم یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ

غَیْـرِکَ مِـنَ النُّبُوَّةِ وَالْانْبَاءِ وَاَخْبَارِ السَّمَاءِ خعَّصتَ حَتّٰی صِرْتَ مُسَلِّیاً عَمَّنْ سِوَاکَ،وَعَمَّمْتَ حَتّٰی صَارَ النّاسُ فیلَ سَوَاءً ،ولَوْلَا اَنَّکَ اَمَرْتَ بالصَّبْرِ وَنَهَیْتَ عَنِ الجَزَعِ ،لَاَ نْفَدْ نَا عَلَیْلَ ماءَ النتُّؤُونِ ولَکَانَ الدَّاءُ مُمَا طِلاً، وَالْکَـمَدُمُحَالِفا ،وَقَلَّا لکَ ولٰکِنَّهُ مالا یُمْلَکُ رَدُّهُ ،ولا یُسْتَطَاعُ دَفْعُهُ ! بِاَبی انت اُمّی! اذکُرْنَا عِنْدَ رَبِّکَ،وَاجْعَلْنَا مِنْ بالِکَ . ''[۳۴]

''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،آپ کے رحلت فرما جانے سے نبوت،الٰہی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ ختم ہوگیا جو کسی اور نبی کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا،آپ کا غم اہل بیت÷ کے ساتھ یوں خاص ہوا کہ ان کے لیے ہر غم میں باعث تسلی بن گیا اور ساری امت کے لیے عام ہوا کہ سب برابر کے شریک ہوگئے،اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور نالہ وفریاد سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ درد کسی درمان کو قبول نہ کرتا اور یہ رنج والم ہمیشہ ساتھ رہتا پھر بھی یہ گریہ وبکا اور حزن واندوہ آپ کی مصیبت کے مقابلے میں کم ہوتا لیکن موت ایسی چیز ہے جس کا پلٹانا کسی کے بس میں نہیں اور جس کا ٹال دینا کسی کے اختیار میں نہیں۔میرے ماں باپ آپ پر قربان مالک کی بارگاہ میں ہمارا بھی ذکر کیجیے گا اور اپنے دِل میں ہمارا بھی خیال رکھیے گا۔''

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ القرآن:سورہ الاحزاب،آیت ۲۱

۲۔ نہج البلاغہ(ترجمہ مفتی جعفر حسین)خطبہ نمبر ۱۵۸،ص ۴۳۰،امامیہ پبلیکیشنز ۱۹۹۹

نہج البلاغہ دکتر صبحی الصالح،خطبہ ۱۶۰،ص ۲۲۶ مرکز العبوث اسلامیہ،ایران ۱۳۹۵ء

۳۔ نہج البلاغہ(ترجمہ مفتی جعفر حسین)خطبہ نمبر ۱۵۸،ص ۴۳۲

۴۔ القرآن،آلعمران،آیت ۸۱

۵۔ نہج البلاغہ،خطبہ نمبر ۱،ص ۹۰(بحار الانوار،۱۱،۱۲)(بلاغ المبین،ص ۸۵)

۶۔ نہج البلاغہ،خطبہ نمبر ۱،ص ۹۰

۷۔ نہج البلاغہ،خطبہ نمبر ۲،ص ۹۹

۸۔ نہج البلاغہ،خطبہ نمبر ۹۳،ص ۲۹۷

۹۔ نہج البلاغہ،خطبہ نمبر ۱۵۶،ص ۴۲۷،خطبہ نمبر ۱۸۹،ص ۵۲۳

۱۰۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۲۶، ص ۱۶۴۔۱۶۵

۱۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۱۴، ص ۳۴۳

۱۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۹۴، ص ۵۶۳۔۵۶۲

۱۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۴۵، ص ۳۹۹

۱۴۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۹۶، ص ۵۷۰

۱۵۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۱۴، ص ۳۴۳

۱۶۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۸۳، ص ۵۰۱

۱۷۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۵۹، ص ۴۳۵۔۴۳۴

۱۸۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۱۰۶، ص ۳۱۹

۱۹۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۹۲، ص ۲۹۶

۲۰۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۴۵، ص ۳۹۹

۲۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۹۲، ص ۲۹۶

۲۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۹۴، ص ۲۹۸

۲۳۔ القرآن القلم، آیت ۴

۲۴۔ مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج ۱۶، ص ۲۸۷، ح ۱۴۲، موسسہ الوفاء بیروت، ۱۹۸۳ء

۲۵۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۰۷، ص ۳۲۹۔۳۲۸

۲۶۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۵۸، ص ۴۳۳۔۴۳۲

۲۷۔ القرآن، آلعمران، آیت ۱۵۹

۲۸۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۰۳، ص ۳۱۲

۲۹۔ القرآن، التوبہ، آیت ۱۲۸

۳۰۔ القرآن، الکہف، آیت ۶

۳۱۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)، خطبہ نمبر ۹۳، ص ۲۹۷

۳۲۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)، خطبہ نمبر ۱۰۶، ص ۳۱۹

۳۳۔ نہج البلاغہ فصل فذکر فیه شیئاً من اختیار غریب کلامه المحتاج الی التفسیر، حدیث ۹

۳۴۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)، خطبہ نمبر ۲۳۲، ص ۶۴۱۔۶۴۰

☆☆☆☆☆